قصیدہ در مدح علی مرتضیٰ علیہ السلام

سیدالشعراء مولانا سید محمد حسن سالکؔ مرحوم

ساتھ دیوانوں کے درد و غم کا افسانہ چلا
شمع کے شعلے ہوئے اونچے وہ پروانہ چلا

ہر بگولے میں سمٹ کر ہو کے مانوس جنوں
ساتھ دیوانے کے ویرانے کا ویرانہ چلا

اپنی آنکھوں سے طلسم رنگ عالم دیکھ کے
جو تھا دیوانہ رہا اور جو تھا فرزانہ چلا

اس قدر دوری پہ بھی ہے انتہائے قرب یہ
تیرا نام آیا جہاں پر میرا افسانہ چلا

ہوشیار آنکھوں سے موسیٰؑ وقت نظارہ ہے اب
جھلکے پردوں سے جمال روئے جانانہ چلا

شمع محفل کی خطا کیا دل میں اتنی آگ تھی
خود ہی لو دیتا ہوا شعلوں پہ پروانہ چلا

گل ہنسے، غنچے کھلے، چٹکی کلی سنکی ہوا
چاک دامن جب چمن سے مجھ سا دیوانہ چلا

میکدے میں چال ایسی تیرا مستانہ چلا
ایک پیمانے پہ کیا ہے سارا میخانہ چلا

تیرے جلوے دیکھتے ہی اے اماموں کے امام
بت گرے سجدوں میں کعبے سے صنم خانہ چلا

بخشی سائل کو انگوٹھی اے سخی ابن سخی
سجدۂ خالق میں بھی فیض کریمانہ چلا

ایک ہے ذوق عبادت یوں تو کہنے کے لئے
اک طرف کعبہ چلا، اک سمت بت خانہ چلا

میکدے کا در کھلا، ساقی کا افسانہ چلا
یا علیؑ کہتا ہوا ہر دل کا پیمانہ چلا

مسکرا کر آج دیوار حرم کیا کہہ گئی
قلب مومن پیش احمدؐ لے کے نذرانہ چلا

بس نہیں زور جوانی کا کہ چومے انگلیاں
کلۂ اژدر پہ ایسا زور طفلانہ چلا

مناقب

مدح علیؑ

ادیبہ بنت زہراء نقوی ندیؔ الہندی صاحبہ

معلمۂ جامعۃ الزہراء، تنظیم المکاتب بڑا باغ لکھنؤ

کعبہ میں ولادت ہوئی ہے آج علیؑ کی
پہلی ہے یہ معراجوں میں معراج علیؑ کی

اللہ کا جب ہاتھ انہیں مان لیا ہے
پھر مانئے دنیا یہ ہے محتاج علیؑ کی

گر عدل علیؑ دیکھیں برہمن بھی تو کہہ دیں
سنسار میں گر جے ہو تو مہراج علیؑ کی

حاجت نہیں ہے تخت کی اور تاج کی ان کو
چوکھٹ پہ پڑے رہتے ہیں خود تاج علیؑ کی

کچھ وقتوں کی معراج کی قائل نہیں ہم تو
ہر لمحہ ہر اک پل ہوئی معراج علیؑ کی
اللہ سے مانگے کہ علیؑ غیب سے آجائے
دنیا کو ضرورت ہے اگر آج علیؑ کی
محتاج ندیؔ ہی نہیں اس بحر کرم کی
اس دہر کی خلقت ہی ہے محتاج علیؑ کی

مدح باقرؑ

ہمیشہ صرفِ عطا ہیں محمد باقرؑ
جہاں میں بحرِ سخا ہیں محمد باقرؑ
خدا تلک جو پہنچنے کا ہے خیال تمہیں
خدا کا ایک پتا ہیں محمد باقرؑ
انھیں سلام و پیام رسولؐ آیا ہے
نبیؐ کے دل کی دعا ہیں محمد باقرؑ
مصیبتیں ہیں فراری سنا ہے یہ جب سے
ہمارے عقدہ کشا ہیں محمد باقرؑ
نبیؐ کے لال ہیں ابن علیؑ ہیں اور ہیں امام
اگر نہیں یہ تو کیا ہیں محمد باقرؑ
ہیں جن کی راہنمائی کے خضر بھی خواہاں
بس ایسے راہنما ہیں محمد باقرؑ
بھکاری علم کے یاں ہیں ابوحنیفہ بھی
درِ علومِ ہدا ہیں محمد باقرؑ
نجف کی اور مدینے کی اور مکّے کی
قسم نبیؐ کی ضیا ہیں محمد باقرؑ
وفا پرستوں کا مجمع ہے بابِ باقرؑ پر
امام اہلِ وفا ہیں محمد باقرؑ
خدا کو پیار، نبیؐ کو قرار ہے جن سے
کچھ ایسے عبدِ خدا ہیں محمد باقرؑ
جو مانگنا ہے تو مانگو درِ محمدؐ پر
طلب سے دیتے سوا ہیں محمد باقرؑ
خدا پرستوں نے یہ بات عام کردی ہے
امین ذکرِ خدا ہیں محمد باقرؑ
ندیؔ بتا دے کوئی جامعہ کے غاصب سے
کہ ایک قہر خدا ہیں محمد باقرؑ

مدح تقیؑ

امین عالمِ امکاں ہیں بس امام تقیؑ
امیر کشور ایماں ہیں بس امام تقیؑ
زمانہ آج ہے درد و الم کا مارا ہوا
سنو کہ درد کا درماں ہیں بس امام تقیؑ
ہیں مرسلینؑ کے وارث جہاں میں بعد رضاؑ
امام و فخر رسولاں ہیں بس امام تقیؑ
سجی ہے محفل میلاد ہادیٔ دوراں
دلوں میں آج تو مہماں ہیں بس امام تقیؑ
چلو چلو کہ امامِ رضاؑ ہیں شاد بہت
سمجھ لو ان کے دل و جاں ہیں بس امام تقیؑ
کھِلیں، ضرور کھِلیں آج غنچہ ہائے قلوب
بہارِ گلشن ایماں ہیں بس امام تقیؑ

وہ جنّ و انس ہوں یا ہوں ملک کہ خلق دِگر
سبھی کے واسطے سلطاں ہیں بس امام تقیؑ

سوالی آپ کے در کا نہ کیوں زمانہ ہو
جہاں میں مرجع انساں ہیں بس امام تقیؑ

تمہیں ہے خواہش آبِ حیات گر تو سنو!
امیر چشمۂ حیواں ہیں بس امام تقیؑ

کتابِ پاک کے عالم بھی ہیں معلّم بھی
یونہی محافظِ قرآں ہیں بس امام تقیؑ

ندیؔ بتا دو انھیں جو ہیں غاصبینِ حقوق
ہمارے مصدر احساں ہیں بس امام تقیؑ

مدح نقیؑ

زمانے کے سرور امام نقیؑ
مثیل پیمبرؐ امام نقیؑ

وہ دین خدا ہو کہ قرآن ہو
ہیں سب کے مقدر امام نقیؑ

وہ ہوں ابن شاذاں کہ عبدالعظیم
ہیں ایسوں کے سر پر امام نقیؑ

جہاں سے دیوانے بھی دانا بنیں
وہ ہیں بندہ پرور امام نقیؑ

بہت بندشیں تھیں مگر ذکر خیر
تمہارا تھا گھر گھر امام نقیؑ

زمانے میں ہاں کشتیٔ دین کی
تمہیں تو ہو لنگر امام نقیؑ

تمہارے قدم سے یہ کل سامرہ
ہے کتنا منور امام نقیؑ

نبیؐ علم کے شہر لاریب ہیں
ہو تم علم کے در امام نقیؑ

ڈرے جس سے ہیں مرحبان جہاں
وہ ہے ابن حیدرؑ امام نقیؑ

کوئی صحن عالم میں مولا مرے
نہیں تم سے بہتر امام نقیؑ

کوئی ان سا بن جائے ممکن نہیں
ہیں عصمت کے پیکر امام نقیؑ

تمہیں پا کے اللہ کو پا لیا
تمہیں چھوڑیں کیوں کر امام نقیؑ

ندیؔ چاہتی ہے تمہاری ثنا
لکھے زندگی بھر امام نقیؑ

سلام

شاعر امی سید صادق علی چھنگا صاحب حسینؔ جائسی

تربتوں میں گردش گردوں سے دکھ پائے ہوئے
چین سے سوتے ہیں کیسے پاؤں پھیلائے ہوئے

نیچے تولے ہوئے جاتے ہیں زینبؑ کے پسر
شیر رک سکتے نہیں ہیں غیظ میں آئے ہوئے

اور دواک ہاتھ مارو کہتے ہیں اکبرؑ سے شاہ
فوج اعدا پر مری جاں ہاں یونہی چھائے ہوئے

کرکے قبضہ نہر پر کہتے ہیں عباسؑ علیؑ
ہیں کہاں جو گھاٹ کو تھے روکنے آئے ہوئے